نئی زمین اور نئے آسمان کی حفاظت
اور ہماری ذمہ داریاں

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اکتوبر ۱۹۸۲ء بمقام جلنگھم برطانیہ کے انگریزی متن کا ترجمہ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ الملک کی مندرجہ ذیل آیت تلاوت فرمائی:

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝ (سورۃ الملک: ۶)

اس کے بعد فرمایا: انسان کی توجہ فطرت کے مطالعہ کی طرف پھیرنے کے لئے قرآن کریم کا یہ ایک طریق ہے۔ مگر فطرت کا مطالعہ جس کی طرف انسان کی توجہ مبذول کروائی گئی ہے اپنی ذات میں مقصود نہیں ہے۔ دراصل یہاں کچھ اور مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ دراصل انسان کی توجہ ایک روحانی عالم کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہے اور فطرت کا ذکر بطور نمونہ بیان کیا گیا ہے۔ جس کے مطالعہ سے ہم مخفی روحانی عالم کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ جو آیت میں نے ابھی تلاوت کی ہے وہ اس بات کی جو میں نے ابھی کہی ہے ایک مثال ہے۔

بظاہر قرآن مجید میں آسمان کا ذکر کیا گیا ہے۔ سب سے نچلے آسمان کا جس میں ایسے چراغ جڑے ہوئے ہیں جن کا مقصد شیطان کو بھگانا ہے۔ جو آیت میں نے آپ کے سامنے ابھی تلاوت کی

ہے اس میں انہی الفاظ میں یہ بات بیان کی گئی ہے۔ لَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ ہم نے نچلے آسمان کو چراغوں سے مزین کیا ہے۔ اس کا مقصد کیا ہے؟ جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ ہم نے انہیں شیطانوں کو بھگانے کے لئے بنایا ہے۔ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ اور ہم نے سخت جلانے والی آگ ان کے لئے تیار کی ہے۔

اب بظاہر قرآن کریم کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ آیت اس دنیا سے متعلق نہیں ہے جو ہم دیکھتے ہیں۔ بلکہ اس سے مذہبی دنیا اور مذہبی عوامل مراد ہیں جو ہم سے مخفی ہیں۔ کیونکہ ہم ظاہراً کوئی شیطان نہیں دیکھتے جنہیں شہاب ثاقب بھگا رہے ہوں اور نہ ہی ہمیں ایسے چراغ نظر آتے ہیں جو آسمان پر آویزاں ہوں۔ چنانچہ ان لوگوں کے لئے جو قرآن کریم کا انداز سمجھتے ہیں واضح ہے کہ یہاں ذکر ایک بالکل مختلف بات کا ہو رہا ہے۔

جب ہم یہ کہتے ہیں تو بعض غیر مسلم اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ یہ الزام لگا سکتے ہیں کہ تم اپنے الفاظ قرآن کریم کے منہ میں ڈال رہے ہو کیونکہ اب دنیا سائنس کے میدان میں بہت ترقی کر گئی ہے اور نوجوان یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم کے الفاظ زمانی طور پر بہت پیچھے رہ گئے ہیں اور قوانین قدرت کو غلط انداز میں بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم پر اس قسم کے الزامات کا جواب دینے کے لئے تم مختلف قسم کے بہانے تراشتے ہو اور ہمیں یہ بتاتے ہو کہ سب مخفی سلسلے ہیں۔ یہ محض روحانی امور ہیں۔ مذہبی باتیں ہیں اور ان قوانین قدرت کا ذکر نہیں جو ہم دیکھتے ہیں۔

اس سوال اور الزام کا کیا جواب ہے؟ یہ ایک بھاری اعتراض ہے اور اسلام کا دفاع عقل سے کرنا چاہئے نہ کہ اپنے اعتقاد اور تصورات کی بنیاد پر۔ جو لوگ قرآن کریم کا اندازِ بیان سمجھتے ہیں وہ یہ بات بھی سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم کے دفاع کے لئے باہر سے کسی مدد کی ضرورت نہیں۔ قرآن اپنی اقدار کی خود حفاظت کر سکتا ہے اور باہر سے کسی مدد کا محتاج نہیں۔

بعض قرآنی آیات دوسری قرآنی آیات کی تفسیر کرتی ہیں اور ان کے معانی واضح کر دیتی ہیں۔ چنانچہ جب ہم واضح طور پر یہ کہتے ہیں کہ ان آیات کا تعلق مذہبی امور سے ہے اور دنیا کے ظاہری قوانین سے نہیں تو ہمیں قرآن کریم سے اس بات کا ثبوت ملنا چاہئے تا کہ جب انسان کی توجہ

ان دوسری آیات کی طرف مبذول کروائی جائے تو اس قسم کا اعتراض ختم ہو جائے۔

وہ دوسری آیت جس کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ وہ اس سورۃ کے چند سورتوں بعد سورۃ جن کی ہے۔ قرآن کریم اس آیت میں فرماتا ہے۔

وَّ اَنَّا لَمَسۡنَا السَّمَآءَ فَوَجَدۡنٰہَا مُلِئَتۡ حَرَسًا شَدِیۡدًا وَّ شُہُبًا ۙ﴿۹﴾ وَّ اَنَّا کُنَّا نَقۡعُدُ مِنۡہَا مَقَاعِدَ لِلسَّمۡعِ ؕ فَمَنۡ یَّسۡتَمِعِ الۡاٰنَ یَجِدۡ لَہٗ شِہَابًا رَّصَدًا ﴿۱۰﴾ (الجن: ۹-۱۰)

قرآن نے یہ آیت لفظ جنات کے تعلق میں بیان کی ہے۔ اور لفظ جنّ ایک وسیع لفظ ہے اس کی توضیح کیسے کی جائے؟ کیا قرآن کریم کی اس سے مراد ایک بہت ہی عجیب و غریب اور خاص قسم کی مخلوق سے ہے جو انسانی آنکھ کے لئے غیر مرئی ہے اور جسے انسانی معاملات پر کبھی کبھار قدرت حاصل ہو جاتی ہے؟ یا اس سے کچھ اور مراد ہے مگر میں اس سوال کو فی الحال چھوڑتا ہوں کیونکہ اس سے ہم ایک اور سمت میں چل پڑیں گے۔ میں خود کو اس پہلی آیت کے معانی تک ہی محدود رکھوں گا جو اس دوسری آیت سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ ہمیں بتاتا ہے کہ آنحضور ﷺ کی بعثت کے بعد جنوں کے ایک وفد نے آپؐ سے ملاقات کی اور انہوں نے آپؐ کو قبول کر کے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور جب وہ واپس گئے تو آپس میں گفتگو کرنے لگے اور یہی وہ گفتگو ہے جس کا یہاں حوالہ دیا گیا ہے۔ انہوں نے جب وہ واپس گئے تو کہا کہ

وَّ اَنَّا لَمَسۡنَا السَّمَآءَ فَوَجَدۡنٰہَا مُلِئَتۡ حَرَسًا شَدِیۡدًا وَّ شُہُبًا ۙ﴿۹﴾ وَّ اَنَّا کُنَّا نَقۡعُدُ مِنۡہَا مَقَاعِدَ لِلسَّمۡعِ ؕ فَمَنۡ یَّسۡتَمِعِ الۡاٰنَ یَجِدۡ لَہٗ شِہَابًا رَّصَدًا ﴿۱۰﴾ (الجن: ۹-۱۰)

اور یقیناً ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اسے کڑے محافظوں اور شہاب ثاقب سے بھرا ہوا پایا۔ اور یقیناً ہم سننے کی خاطر اس کی رصد گاہوں پر بیٹھے رہتے تھے۔ پس اب جو سننے کی کوشش کرتا ہے وہ ایک لپکتے ہوئے ستارے کو اپنی گھات میں پاتا ہے۔

کیا وجہ ہوئی کہ فطرت کا نقشہ بظاہر مکمل طور پر بدل گیا۔ صرف ایک تبدیلی جو آئی وہ

آنحضور ﷺ کی بعثت تھی۔ جبکہ قوانین قدرت میں کچھ نہیں بدلا، ان میں کوئی بھی تبدیلی مشاہدہ میں نہیں آئی۔ آسمان ویسا ہی ہے جیسا کہ وہ تھا۔ میرا مطلب ظاہری آسمان سے ہے۔ آسمان اور ستاروں کی چال ویسی ہی رہی۔ مگر آنحضور ﷺ کی بعثت کے بعد ایک انقلاب ضرور آیا اور ایک نیا نظام جاری ہوا۔ چنانچہ یہ واضح طور پر بتاتا ہے کہ نہ اس آیت میں اور نہ گزشتہ آیت میں ظاہری قوانین قدرت کا ذکر ہے۔ اس سے دراصل مراد یہ ہے کہ جب انبیاء مبعوث ہوتے ہیں تو وہ ایک نیا آسمان تیار کرتے ہیں اور یہ آسمان اس سے مختلف ہوتا ہے جس سے پہلے لوگ واقف تھے۔ انبیاء کی بعثت سے قبل دنیا دار لوگ مذہبی اقدار پر اعتراض کرنے کے لئے آزاد ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ خدا تعالیٰ پر بھی اعتراض کر دیتے ہیں۔ ان کے ٹیڑھے دماغ پہلے خود شکوک وشبہات کا شکار ہوتے ہیں اور پھر وہ شکوک کے یہ بیج دوسرے لوگوں کے ذہنوں میں بونے لگتے ہیں اور یہ سلسلہ بلا روک ٹوک جاری رہتا ہے کیونکہ اس وقت تک وہ آسمان تیار نہیں ہوا ہوتا جس کا ذکر قرآن کریم میں سب سے نچلے آسمان کے رنگ میں کیا گیا ہے اور ان ستاروں نے ابھی جنم نہیں لیا ہوتا جو مذہبی اقدار کے نگہبان ہوں۔ یہ آسمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ''نیا آسمان'' اور ''نئی زمین'' کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

نئے آسمان سے مراد وہ آسمان ہے جو اس آیت میں مذکور ہے اور یہ انبیاء کی بعثت سے پہلے تیار نہیں ہو سکتا جیسا کہ سورۃ جنّ نے اس کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ چنانچہ حضرت محمد ﷺ تشریف لائے اور آپؐ کے ساتھ ایک نئے آسمان نے جنم لیا۔ پھر ستارے کون ہیں؟ وہی ہیں جن کے بارہ میں آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ **اصحابی کالنجوم بأیھم اقتدیتم اھدیتم** (مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناقب باب مناقب الصحابہؓ) میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں۔ جس کی بھی متابعت تم اختیار کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ چنانچہ یہ نیا آسمان ہے جو تیار کیا گیا اور اس نئے آسمان کی طرف قرآن کریم کہیں کہیں اشارہ فرماتا ہے۔

اب اس آسمان کی خوبیاں کیا ہیں؟ اس نئے آسمان کی خوبیاں جو یہاں بیان ہوئی ہیں یہ ہیں کہ اس کے ستارے مذہبی اقدار اور خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کے نگہبان ہیں۔ نیا آسمان بننے کے بعد لوگوں کو اجازت نہیں کہ وہ مذہبی اقدار پر پہلے کی طرح حملہ آور ہو سکیں۔ اب ان کا مقابلہ

ایسے مضبوط پہریداروں سے ہے جو ان کا تعاقب کرتے ہیں اور انہیں بھگا کر راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ اور اگر وہ فرار اختیار نہ کریں تو مکمل طور پر تباہ ہو جاتے ہیں کیونکہ اس آسمان کی حفاظت کا نظام اس قدر مضبوط ہے کہ دنیا دار لوگ اس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتے۔ یہی بات ہے جو قرآن کریم میں مذکور ہے اور اسی کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

حضرت محمد ﷺ تشریف لائے اور ایک نیا آسمان تیار فرمایا۔ تاریخ اسلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد بہت لمبے عرصہ تک عظیم الشان علماء پیدا ہوتے رہے۔ آنحضور ﷺ کے صحابہؓ کے اس فانی دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی ایسے لوگ تھے جو ان کے نقش قدم پر چلتے رہے اور اسلام کی اقدار کی پر زور حفاظت کرتے رہے۔ نتیجۃً وہ دشمن کو مرعوب کرتے رہے اور ایک وقت ایسا آیا کہ لوگوں کو ان اقدار پر حملہ آور ہونے کی جرأت ہی نہ ہوتی تھی کیونکہ اس کے بے شمار نگہبان تھے۔

بدقسمتی سے کچھ عرصہ کے بعد جیسا کہ قرآن کریم نے پیشگوئی فرمائی تھی اس آسمان میں تبدیلیاں آنے لگیں۔ ستارے اپنے مقام سے ہل گئے اور تاریکی نے آہستہ آہستہ روشنی کی جگہ لے لی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جیسا کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا تھا، بالآخر ایک تاریک رات چھا گئی اور صدیوں پر محیط ہوگئی۔ آسمان سے اس بدقسمت تاریک دور میں بہت کم روشنی نظر آتی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے خود تیار کیا اور اسلام کے لئے ایک نئے آسمان نے جنم لیا، نئے ستارے طلوع ہوئے اور اسلامی اقدار کے دفاع کے لئے نیا نظام جاری ہوا جس نے فوراً ہی کام شروع کر دیا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ستاروں کے جنم لینے کا انتظار نہیں کیا۔ وہ سب سے پہلے خود آگے بڑھے اور دراصل اسی طریق سے نئے ستارے پیدا ہونے شروع ہوئے جیسا کہ آنحضور ﷺ کے زمانہ میں ہوئے تھے۔

انبیاء درحقیقت سورج یا چاند کی طرح ہوتے ہیں جن کے گرد ان کی روشنی کے نتیجہ میں نیا آسمان جنم لیتا ہے اور اس طریق کا مشاہدہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں دوبارہ کیا۔ مگر بہت سا وقت گزر گیا ہے اور دنیا کے پلوں کے نیچے سے بہت سا پانی نکل گیا ہے۔ لوگ تبدیل ہو چکے ہیں۔ اسی طرح احمدی بھی بدقسمتی سے اس رویہ کے حامل نہیں رہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھا۔ اور کئی پہلوؤں سے وہ معیار سے نیچے گر گئے ہیں اور یہ وہ پہلو ہے جس کے بارہ میں

مَیں بہت دکھ سے اقرار کرتا ہوں کہ وہ معیار سے بہت نیچے جا پڑے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ دشمنانِ اسلام ایک اور طرف سے حملہ آور ہو رہے ہیں۔ انہوں نے اسلام پر ایک اور رنگ میں حملہ کیا ہے اور اب ان کا مقابلہ مختلف قسم کے نگہبانوں سے ہے مگر اسلام کے بارہ میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کا ان کا مقصد وہی ہے جو قبل از یں تھا۔ انتقامی رویہ اور دشمنی کا دستور وہی پرانا ہے صرف انداز نسبتاً تبدیل ہوا ہے۔ مگر ساری دنیا کے احمدی اگر تمام نہیں تو اکثر اس طریق کی طرف توجہ نہیں دے رہے۔ وہ شعوری طور پر اسلامی اقدار کی اس طرح حفاظت نہیں کر رہے جیسی ان کو کرنی چاہئے۔ میں یہاں اس تبدیلی کی بات کر رہا ہوں جو صرف احمدیوں میں ہی نہیں بلکہ باہر کی دنیا میں بھی پیدا ہو رہی ہے۔ میں اس بات کی مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ میری بات سمجھ جائیں۔

میری مراد یہ ہے کہ اسلام دشمنی اسی طرح سے ہے، اس کا انداز تبدیل ہو گیا ہے اور وہی دشمن نئے ہتھیاروں سے حملہ آور ہو رہا ہے۔ ان کی پالیسی بظاہر ذرا سی تبدیل ضرور ہوئی ہے مگر اصلیت تبدیل نہیں ہوئی۔ پالیسی میں بظاہر نرمی پیدا ہوئی ہے۔ دشمن بظاہر اتنے دشمن نہیں رہے اور بعض اوقات وہ دوستی کی آڑ میں گفتگو کرتے ہیں۔ یہ مستشرقین کی وہ نئی نسل ہے جو اب ابھر رہی ہے۔ مگر میرا گہرا مشاہدہ ہے کہ سوائے دھوکہ اور فریب دہی کے کچھ بھی نہیں بدلا۔ وہی لوگ اسی شدت سے اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ صرف زبان نرم ہوئی ہے اور طریق کار بدلا ہے اور نام بدل دیا گیا ہے۔ ماضی میں جسے زہر کہا جاتا تھا۔ اب دوا کہا جاتا ہے اور اس کے علاوہ کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ ماضی میں وہ حضرت محمد ﷺ کو کھلے عام جھوٹا (نعوذ باللہ) کہا کرتے تھے۔ اب وہ کہتے ہیں کہ آپؐ جھوٹے تو نہیں مگر ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ آپؐ کیا ہیں۔ مگر جب وہ قرآن کریم پر اعتراض کرتے ہیں تو وہ پوری کوشش اس بات کے ثابت کرنے میں صرف کر دیتے ہیں کہ آنحضور ﷺ اس کے مصنف ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے کلام کیا ہی نہیں۔ اور دراصل آپؐ اچھے مصنف بھی نہیں تھے۔ (نعوذ باللہ)۔

وہ انسانی اقدار میں کمزوریاں تلاش کرتے ہیں۔ اس طرح دیگر شعبوں میں بھی کمزوریاں تلاش کرتے ہیں۔ اور تضادات اور تبدیلیوں اور بہت سے دوسرے پہلوؤں پر وہ اعتراض کرتے

ہیں۔اس سے ان کا مقصد عام قاری پر یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ یہ کتاب آنحضور ﷺ کی ہی تصنیف ہے اور بہت کمزور تصنیف ہے۔اگر کسی چیز کی تعریف بھی کریں تو اس سے یہ اشارہ نہیں ملتا کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔مثلاً بعض اوقات وہ زبان کی تعریف کرتے ہیں اور مسلمان اس دھوکہ کا شکار ہو جاتے ہیں کہ ان کے خیال میں وہ اب اپنا رویہ تبدیل کر کے اسلام کے دوست بن گئے ہیں۔کیونکہ انہوں نے آنحضور ﷺ کی اپنی زبان میں کبھی کبھار تعریف بھی کی ہے۔بعض اوقات وہ آنحضور ﷺ کی مدح بھی کرتے ہیں۔مگر ان شعبوں میں جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں وہ آپؐ کی بطور انسان تعریف کرتے ہیں۔یا وہ آپؐ کی بعض عظیم الشان خوبیوں اور لیڈرشپ کی تعریف کرتے ہیں۔مگر یہ سب فریب ہے۔وہ اسلام کے پکے دشمن ہیں مگر اپنی زبان اور رویہ میں تبدیلی پیدا کر کے وہ لوگوں کو پہلے سے زیادہ دھوکہ دے رہے ہیں۔

مجھے حال ہی میں اس بات کے معلوم ہونے پر شدید دھکا لگا کہ بہت سے عرب طلبہ برطانوی یونیورسٹیوں میں اسلام کے مطالعہ کے لیے آتے ہیں۔تا کہ وہ ان نام نہاد مستشرقین سے اسلام سیکھیں۔صرف ایک یونیورسٹی میں ہی اسلام کا مطالعہ کرنے والے پچاس سے زائد عرب طلبہ موجود ہیں۔اور جو کچھ بھی انہیں وہاں پڑھایا جاتا ہے وہ اسے امرت سمجھ کر پیتے ہیں۔وہ اسے یہ جانے بوجھے بغیر نگل جاتے ہیں کہ یہ وہی زہر ہے جو پہلے بھی استعمال ہوتا تھا مگر اسکا لیبل بدل گیا ہے۔

چنانچہ صورتِ حال بہتر ہونے کی بجائے خراب ہوئی ہے۔مگر میرا مشاہدہ ہے کہ بہت کم لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ کیا ہو رہا ہے اور ان کے عزائم کیا ہیں؟ چنانچہ اسی وجہ سے میں نے آج اس مضمون کو چنا ہے۔میں ساری دنیا کے تمام احمدیوں سے واضح طور پر چاہتا ہوں کہ وہ اس آیت میں مذکور ستاروں کا کردار ادا کریں۔آپ ہی اس نئے آسمان کے ستارے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تیار کیا تھا۔آپ ہی پر اسلام کے دفاع کی بنیاد ہے۔اگر آپ سوتے رہے تو آپ اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوں گے۔اگر آپ نے اسلام کا دفاع نہ کیا تو کون ہے جو آپ کی جگہ اسلام کا دفاع کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری ہمارے سپرد کی ہے۔اس نے ہمیں اسی مقصد کے لئے چنا ہے۔چنانچہ اگر ہم یہ ذمہ داری ادا نہ کر سکے تو کوئی بھی ہمارے لئے آگے بڑھ کر یہ بوجھ

نہیں اٹھائے گا۔ اور باقیوں میں تو اسے اٹھانے کی طاقت ہی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اسلامی اقدار کو اس طرح نہیں سمجھتے جس طرح آپ سمجھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو قرآن کریم کے مطالعہ کے ذریعہ نئے راستوں سے واقف ہونے کے راز سکھائے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو وہ اشارے سمجھائے ہیں جن کے ذریعہ آپ قرآن کریم کو باقی دنیا کی نسبت بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ چنانچہ اگر آپ نے قرآنی اقدار کی حفاظت نہ کی تو پھر کوئی اور یہ کام کر ہی نہیں سکتا۔ یہ میں آپ پر واضح کر دینا چاہتا ہوں اور اس وقت یہی کچھ ہو رہا ہے۔

بہت سی کتب اسلام کی تعلیمات اور آنحضور ﷺ کی شخصیت کو بگاڑنے کے لئے مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ اور جن ممالک میں یہ طبع ہو رہی ہیں وہاں کے احمدیوں نے ان کا نوٹس ہی نہیں لیا۔ مثلاً یہاں انگلستان میں مَیں نے بعض ایسی کتب دیکھی ہیں جن کا ہمارے لٹریچر میں ذکر تک نہیں۔ مگر وہ شدید زہر آلود ہیں۔ اور نئی نسل کی اسی طرح پرورش کی جا رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پالیسی میں جس تبدیلی کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے یہ بعض سیاسی تبدیلیوں کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے۔ کیونکہ عرب ممالک میں تیل کی موجودگی اور عرب ممالک میں دولت کی ریل پیل کی وجہ سے اب مستشرقین اپنی پالیسی تبدیل کر رہے ہیں۔

اب انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مسلمان ممالک کی دشمنی آنحضرت ﷺ کو خواہ مخواہ کذاب قرار دے کر کیوں مول لی جائے؟ آپؐ کو سچا قرار دے کر آپؐ کی ان کے اپنے خیال کے مطابق (نعوذ باللہ) جھوٹی باتوں کو اجاگر کیا جائے۔ چنانچہ یہ وہ پالیسی ہے جس نے اپنا نام تبدیل کیا ہے اور کچھ نہیں۔ وہ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کہتے ہیں مگر پھر اس کی طرف خوفناک تضادات منسوب کر دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور قاری ان کی تفسیر قرآن کے چند صفحات پڑھ کر ہی اندازہ کر سکتا ہے کہ یہ بے کار باتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ سے یا الہامی کتب سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ چنانچہ یہ وہ دشمنی ہے جس کا آپ کو شعور ہونا چاہئے اور پوری کوشش کر کے اس کی شناخت کرنی چاہئے، اس کا تعاقب کرنا چاہئے اور پھر ایسے دشمنانِ اسلام کو راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دینا چاہئے۔

آپ میں سے جو دوست پڑھے لکھے ہیں اور جو اچھی انگریزی جانتے ہیں اور جو اگر پوری طرح نہیں تو کچھ نہ کچھ قرآنی اقدار اور احمدیت کی اقدار سے واقف ہیں، انہیں یہ کتابیں پڑھ کر بتانا چاہئے کہ ان میں اسلام کے خلاف کیا کہا جا رہا ہے۔ انہیں فہرستیں مرتب کرنی چاہئیں۔ اس کا ایک نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ اگر وہ اس کا جواب دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں تو خود اس کا جواب دیں۔ مگر یہ کام تمام کا تمام خود ہی نہ کرتے رہیں۔ میرے ذہن میں اس کام کے کرنے کے لئے ایک واضح لائحہ عمل ہے۔ سب سے پہلے تو انہیں غلط بات کی شناخت کرنی چاہئے۔ ان تمام چیزوں کی فہرست تیار کریں۔ پھر اس کا جائزہ لیں اور پھر ان کتب میں جو حوالہ جات درج ہیں ان کی بنیاد تک پہنچ کر اپنی بہترین صلاحیتوں کو صرف کرتے ہوئے جواب تیار کریں۔ مگر اسے صرف یہیں تک نہ چھوڑیں کیونکہ یہ عین ممکن ہے کہ وہ مؤثر طور پر اسلامی اقدار کی حفاظت نہ کرسکیں۔ کیونکہ اس سارے قصے میں بہت سی چالاکیاں کی جاتی ہیں۔ مختلف پہلوؤں سے بہت سی تحقیق کے بعد ہی درست جواب دیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ یہ تمام چیزیں، ایسی تمام کتب مرکز کو بھجوانی چاہئیں جہاں ہم انشاء اللہ ایک شعبہ قائم کریں گے جو دشمنان اسلام کی ایسی تمام کوششیں اکٹھی کرے گا اور پھر ہم اسے سنبھال کر ان تمام پہلوؤں پر تحقیقات کریں گے جن کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس ڈیٹا کے اکٹھے ہونے کے نتیجہ میں انشاء اللہ ہم اس قابل ہوں گے کہ دشمن کے آخری مورچے تک اس کا تعاقب کریں اور یہ فوری اور بہت اہمیت کا کام ہے۔

یہ کس طرح ہوسکتا ہے؟ میرے ذہن میں اس کے لئے ایک اور منصوبہ ہے جواب میں نے تیار کیا ہے۔ اگر ہم اسے لوگوں پر محض اتفاقاً چھوڑ دیں تو بعض مصنفین پر نظر نہیں جائے گی اور بعض پر ہم خواہ مخواہ زیادہ قوت خرچ کر رہے ہوں گے۔ چنانچہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جن جن ممالک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے باقاعدہ جماعتیں قائم ہیں، وہاں کی مقامی انتظامیہ کو، تمام احمدیوں کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرنا چاہئے۔ اور وہ اپنے مشنری انچارج کو تحریراً بتائیں کہ وہ کس مصنف کا مطالعہ کریں گے۔ چنانچہ ایسے گروپس تیار ہوں۔ مثلاً پانچ یا دس احمدی علماء منٹگمری واٹ کا مطالعہ کریں۔ اس کی تمام کتب کا مطالعہ کیا جائے ان پر غور کیا جائے کہ کہاں وہ ہمارے عقائد کے خلاف گیا ہے اور کہاں اس نے جان بوجھ کر یا لاعلمی میں اسلام پر اعتراض کیا ہے۔ اسی طرح اس نے جن کتب

کا حوالہ دیا ہے وہ بھی اس گروپ کے زیر مطالعہ ہوں اور یہ بات نوٹ کی جائے کہ یہ حوالہ جات اس نے درست طور پر دیئے ہیں یا غلط اور پھر اس کے جو بھی نتائج نکلیں ان سے مرکز کو مطلع کیا جائے۔ وہاں ہم مزید تحقیق کر کے فیصلہ کریں گے کہ ان الزامات کا بہترین طور پر جواب کیسے دیا جا سکتا ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسلام کے دفاع میں مستقبل قریب میں نیا لٹریچر تیار ہو جائیگا اور اس آیت میں نئے آسمان کی تخلیق سے یہی مراد ہے۔ یہ نیا آسمان آئندہ تیار نہیں ہوگا۔ یہ تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پہلے ہی تیار کر چکے ہیں اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی طریق پر تیار کیا ہے۔ اب صرف یہ کمزور ہو رہا ہے۔ اسی لئے ہمیں اس نظام کو مضبوط کرنا پڑے گا۔ کوئی نئی تجویز پیش نہیں کی جارہی۔ کسی نئی چیز کا اضافہ نہیں کیا جارہا۔ چنانچہ بالآخر یہ ہوگا کہ جب وہ ہمیں تمام اطلاعات مہیا کریں گے تو مشنری انچارج جائزہ لیں گے کہ کہیں یہ تو نہیں کہ کوئی پہلو بالکل تشنہ رہ جائے اور کہیں بہت زیادہ توجہ ہو جائے اور پھر وہ اس میں ایک توازن قائم کریں گے۔ نتیجۃً ہم مرکز میں اندازہ کر سکیں گے کہ ساری دنیا میں جو بھی اسلام کے خلاف کچھ لکھتا ہے احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسکا تعاقب کر رہے ہیں۔ اور ہر اعتراض کا جواب دیا جا رہا ہے۔ اسکی نگرانی مرکز کی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ انشاء اللہ ہم اسلام کو خطرے کی حالت میں نہیں رہنے دیں گے۔ جب تک ہم زندہ ہیں یہ ناممکن ہے۔ مگر جیسا کہ میرا تکلیف دہ مشاہدہ ہے کہ میں نے بعض کتب کا مطالعہ کیا جن میں آنحضور ﷺ اور قرآن کریم پر بے ہودہ حملے کئے گئے تھے۔ اس سے سخت تکلیف پہنچتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے ہمارا جگر چھلنی ہو جاتا ہے اور پھر ظلم کی بات یہ ہے کہ زبان ایسی استعمال کی جارہی ہے جیسے کوئی دوست گفتگو کر رہا ہے نہ کہ دشمن۔ اور اسلامی دنیا میں ان نام نہاد دوستوں کو بڑی پذیرائی ملتی ہے۔

پھر ایک عجیب بات یہ ہے کہ یہ احمدیت کا ذکر ہی نہیں کرتے۔ جہاں بھی انہوں نے اسلام پر اعتراض کیا ہے اور وہ سکالرز ہیں اور یقیناً انہوں نے احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ کیا ہوا ہے۔ بعض کے بارہ میں تو مجھے یقین ہے اور انہیں یہ بھی علم ہے کہ اس پہلو سے جماعت احمدیہ نے شاندار رنگ میں اسلام کا دفاع کیا تھا۔ مگر وہ اس بارہ میں جماعت کا نام اور جماعت کے عقائد کا ذکر ہی بھول جاتے ہیں۔

اس طرح وہ ایک ہی وقت میں دو مقاصد حاصل کر لیتے ہیں۔ ایک یہ کہ ان کتب کا حوالہ دیے بغیر جن میں کسی عالم دین نے اس بات کا دفاع کیا ہوا سلام پر اعتراض کئے چلے جاتے ہیں۔ اور دوسرے وہ غیر از جماعت دنیا کو خوش رکھتے ہیں اور اس طرح وہ اسلام کے وفادار ثابت ہو جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دیکھو جماعت احمد یہ کوئی چیز نہیں۔ اسکی حیثیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ انہوں نے اسلام کے دفاع کے بارہ میں جو کچھ بھی کہا ہے وہ بے معنی ہے سب مذاق ہے اور ہم ان کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہتے۔ جو بڑے بڑے علماء ہیں۔ وہ اتنی معمولی حیثیت کے مالک ہیں کہ عظیم مستشرقین کی عالی شان کتب میں ان کا ذکر بھی نہیں ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس طرح وہ تمام عالم اسلام کو خوش رکھتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ آپ دراصل سچے مسلمان ہیں۔ آپ ہی کو علم ہے کہ اسلام کہاں ہے اور کہاں نہیں ہے۔ اور اس طرح یہ فریب بڑھتا ہی رہتا ہے۔

مگر ہم انہیں چھوڑیں گے نہیں۔ انشاء اللہ۔ جیسا کہ قرآن کریم ہماری راہنمائی فرماتا ہے کہ جب نیا آسمان تخلیق ہوتا ہے ایک نیا انقلاب رونما ہوتا ہے اور اس آیت میں اسی انقلاب کا ذکر ہے۔

وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝٩

عجیب بات ہوئی ہے کہ ایک نیا آسمان تخلیق ہو گیا ہے۔ ماضی میں ہم اس پر اپنی مرضی سے حملہ آور ہو جاتے تھے۔ مگر اب ہم اس آسمان پر حملہ آور ہوتے ہیں تو ہمیں بڑے مضبوط نگہبانوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ جو ہمارا تعاقب کرتے ہیں اور ہمیں سخت سزا دیتے ہیں۔ بہت سخت سزا جس کی وجہ سے آگ ہمارا تعاقب کرتی ہے اور ہمیں من مرضی کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ اس آیت کا یہ مطلب ہے اور جب تک ہم اس عظیم الشان مقصد کو حاصل نہ کر لیں گے جس مقصد کے لئے احمدیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے وجود میں آئی ہے کہ اسلامی اقدار کی حفاظت کی جائے، ہم آرام سے نہیں بیٹھیں گے۔

چنانچہ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ جلد ہی یہ نظام کام شروع کر دے گا۔ اس کا آغاز انگلستان سے ہوگا۔ میں جانے سے پہلے ان لوگوں کے نام جاننا چاہوں گا جو اس کام کے لئے خود کو وقف کر سکتے ہوں۔ یہ جس پیشے سے بھی متعلق ہوں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ انہیں انگریزی اچھی طرح آنی

چاہئے۔انہیں اسلام کے بارہ میں کچھ نہ کچھ علم ہو۔ یہ نہ ہو کہ وہ قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بالکل ناواقف ہوں اور وہ دفاع اسلام کی یہ ذمہ داری اٹھائیں یہ نہیں ہوسکتا۔میری مراد ان سے ہے جو کم از کم اسلام کا کچھ علم رکھتے ہوں اور جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا کسی نہ کسی حد تک مطالعہ کیا ہوا ہے اور وہ اسلامی اقدار کے دفاع کی کچھ نہ کچھ طاقت رکھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات سب پر واضح کر دی ہے۔کہ اگر تم میری کتب کا مطالعہ نہیں کرو گے۔اگر تم اسلام کے بارہ میں تیار کردہ نئے لٹریچر کا مطالعہ نہیں کرو گے۔اور اگر تم دوسروں کی کتب پڑھتے رہے تو تم ان سے غلط طور پر متاثر ہو جاؤ گے۔تمہارے دفاع کا ایک ہی طریق ہے کہ پہلے خود کو قرآن کریم کی تعلیمات اور روایات کے مطابق ڈھالو جیسا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں۔جب میری نظر سے آپ اسلام کی تعلیمات کا اتنا خوبصورت مشاہدہ کریں گے تو کوئی بھی شخص جو اسلام کو بگاڑنا چاہتا ہے اس میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ جہاں تک آپ لوگوں کی بات ہے کیونکہ آپ نے اسلام کا مشاہدہ میری نظر سے کیا ہوگا۔اسلام کی تمام تر خوبصورتی آپ پر اسی طرح واضح ہو جائے گی جیسا کہ مجھ پر ہوئی ہے۔اس کے بعد غلط فہمی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

چنانچہ احمدیوں کے لئے بہت اہم بنیادی بات یہ ہے کہ سب سے پہلے وہ خود کو اس بات کے لئے تیار کریں۔ وہ سب سے پہلے خود کو اسلام کی درست تعلیمات کے حوالہ سے ڈھالیں۔ ایک دفعہ وہ یہ حاصل کر لیں اور پھر اسلام کا مطالعہ کریں تو ان کو کوئی گزند نہیں پہنچ سکتا۔ پھر یہ ناممکن ہوگا کہ وہ خود کو شکست خوردہ سمجھیں یا دشمن سے خود کو خطرہ میں خیال کریں۔

رہے وہ کمزور لوگ جنہوں نے ابھی تک یہ کام نہیں کیا،سو میں نے احمدیوں میں دیکھا ہے کہ جو احمدیت کا لٹریچر پڑھنے سے قبل دشمن کے لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں انہیں میں نے بالآخر حقیقت سے دور جاتے ہی دیکھا ہے۔ جب میں گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھا کرتا تھا تو کالج کے بہت سے طلباء، بہت سے تو نہیں مگر چند ایک غیر مسلموں کی لکھی ہوئی تاریخ اسلام کا مطالعہ کر کے بالکل غلط طور پر اس سے متاثر ہو جاتے تھے اور وہ اس زہر کا شکار ہو جاتے تھے۔ چنانچہ مجھے ان سے گفتگو کرنے کے

لئے بہت محنت کرنی پڑتی تھی اور روشنی کی طرف لانا پڑتا تھا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بچ گئے۔ مگر یہ ہوسکتا ہے اور ہوتا رہا ہے۔ اس ملک میں آپ کو اس بات کی حفاظت کرنی ہے۔ چنانچہ ایک نظام بنانا پڑے گا۔ امام صاحب کے پاس اس کا ریکارڈ ہو اور ہم عام طریق سے اسے چلائیں۔ ہمیں سائنسی طریق کار اختیار کرنا ہے اور جب یہ خطبہ باقی دنیا کے احمدیوں تک پہنچے تو انہیں بھی اس طریق پر عمل کرنا چاہئے۔

مجھے اس بارہ میں اتنا جوش ہے کہ اصل میں مَیں اسے ابھی اور یہاں سے ہی شروع کر دینا چاہتا ہوں۔ مگر یہ ممکن نہیں۔ اس میں کچھ وقت لگے گا۔ مگر انشاء اللہ ایک سال کے عرصہ میں ہی ہم اس نئے آسمانی نظام کو دنیا میں کام کرتا دیکھ لیں گے۔ اور ساری دنیا کو محسوس ہو جائیگا کہ کوئی تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ اور وہ ان الفاظ میں اپنی شکست تسلیم کرلیں گے۔

وَّ اَنَّا لَمَسۡنَا السَّمَآءَ فَوَجَدۡنٰهَا مُلِئَتۡ حَرَسًا شَدِيۡدًا وَّشُهُبًا ۙ﴿۹﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقۡعُدُ مِنۡهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمۡعِ‌ ؕ فَمَنۡ يَّسۡتَمِعِ الۡاٰنَ يَجِدۡ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ﴿۱۰﴾ (الجن: ۱۰-۹)

اللہ تعالیٰ ہمیں مواقع اور ہمت عطا فرمائے کہ ہم اس عظیم مقصد کو اس صورت میں حاصل کرنے والے ہوں جیسا کہ وہ چاہتا ہے۔

نماز کے بعد حضور نے فرمایا۔

دراصل یہ آنحضور ﷺ کی سنت ہے کہ حج کے دن سے ایک روز قبل نماز عصر کے بعد سے آپ اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر و لِلّٰہ الحمد کی تسبیحات اونچی آواز میں پڑھا کرتے تھے اور اگلے اڑھائی یوم آپ ہر نماز کے بعد اسی طرح کیا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ تیسرا دن ہے جس میں ہم عصر تک یہ دہرائیں گے۔ اس لیے ہر آنے والی نسل کو یہ باتیں بتانا چاہئیں۔ آنحضور ﷺ کی تمام احادیث نسلاً بعد نسلٍ آگے پہنچتی رہنی چاہئیں۔ مگر یہاں انگلستان میں بدقسمتی سے میں نے دیکھا ہے کہ ہماری نئی نسل ان سے واقف نہیں۔ اور جب میں نے یہ تکبیرات پڑھنا شروع کیں تو کسی نے میری اقتدا میں یہ نہیں پڑھیں۔ حتیٰ کہ وہ بچے جو نوجوانی کی عمر کو پہنچ چکے

ہیں انہیں پتہ ہی نہیں چلا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ چنانچہ یہ چیزیں سکول کی تعلیم کی طرح بتانا چاہئیں۔

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الہ الا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر و لِلّٰہ الحمد

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الہ الا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر و لِلّٰہ الحمد

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الہ الا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر و لِلّٰہ الحمد

اس سے مجھے یہ یاد آیا کہ کسی نے آج صبح میری توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ میں مساجد کے آداب کے بارہ میں بھی کچھ کہوں۔ جو لوگ نماز کے لئے مسجد آتے ہیں ان کے بارہ میں میرے ایک بہت معزز دوست نے بتایا کہ آہستہ آہستہ لوگ مسجد کے تقدس سے ناواقف ہوتے جا رہے ہیں اور ایسی حرکتیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ مساجد میں یہ لوگ دنیوی باتیں اونچی آواز میں شروع کر دیتے ہیں۔ جبکہ بعض لوگ نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ انہیں کوئی احساس ہی نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کا گھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہے اور کسی کام کے لئے نہیں۔

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۹﴾ (الجن: ۱۹)

یہ قرآن کریم کی آیت ہے جس کے مطابق عبادت گاہیں صرف عبادت کے لئے ہی ہیں۔ آپ کو مساجد میں اپنے ذاتی مسائل پر گفتگو نہیں کرنی چاہئے۔ صرف مذہبی گفتگو ہو سکتی ہے اور وہ بھی نماز ختم ہونے کے بعد، اس وقت نہیں جب لوگ نماز پڑھ رہے ہوں، دیگر مذہبی معاملات پر گفتگو کی اجازت ہے۔ چنانچہ یہ وہ آداب اور ذمہ داریاں ہیں جو مساجد میں پیش نظر رہنی چاہئیں۔

آپ صرف اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں۔ اپنے دلوں میں اسے یاد کریں یا نسبتاً اونچی آواز میں۔ اس کی تو اجازت ہے۔ مگر یہ اجازت نہیں کہ آپ مختلف قسم کی گفتگو اور گپ شپ میں وقت گزاریں جیسے یہ آپ کے لئے ایک چوپال ہے۔ یہ چوپال نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور یہاں اسے ہی یاد کرنا چاہئے۔ اور یہ بات اپنی نئی نسل کو بھی سمجھائیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین۔